پس اے معاذ! ایسا نہ ہو کہ جزع فزع تمھارے اجر کو غارت کر دے اور پھر تمھیں ندامت ہو۔ یقین رکھو، جزع فزع سے کوئی مرنے والا واپس نہیں آتا، اور نہ اس سے دل کا رنج و غم دور ہوتا ہے"۔

ہاں، دل کس کے اختیار میں ہے، وہ غم کر سکتا ہے، اور آنکھ کس کے بس میں ہے، وہ رو سکتی ہے۔ اللہ کے حبیب ؐ کے اتباع میں ہم بھی یہی کہتے ہیں

ان العین تدمعُ	آنکھ روتی ہے،
و القلب یحزنُ	دل غم سے گھٹتا ہے،
ولانقولُ الا ما یرضی ربُنا	مگر ہماری زبان وہی کہتی ہے جو ہمارا رب پسند کرتا ہے،
و انا بفراقك ، یاخلیل ، لمحزونون	اور ہم، اے خلیل، بیشک تمھارے فراق سے غمگین ہیں۔

کون کس کی تعزیت کرے، ہم سب ان کے ورثا ہیں۔ آیئے ایک بدو کے اس شعر سے تسلی حاصل کریں، جو اس نے حضرت عبداللہ بن عباس کے سامنے، ان کے والد ماجد کی تعزیت میں پڑھا تھا:

خیر من عباس اجرك بعده و اللہ خیر منك للعباس

عباس سے بہتر تمھارے لیے وہ اجر ہے جو ان کے انتقال کے بعد صبر سے تمھیں ملے گا، یعنی اللہ کی معیت۔ اور عباس کے لیے تم سے بہتر وہ اللہ ہے (جس کے پاس وہ گئے ہیں)۔

محمد صلاح الدین

پروفیسر خورشید احمد

برادر محمد صلاح الدین نے ۴ دسمبر ۱۹۹۴ کو بظاہر ایک نامعلوم قاتل کے ہاتھوں گولیوں کی بوچھاڑ میں جام شہادت نوش کیا اور مالک حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

محمد صلاح الدین ایک سچے مسلمان اور ایک سچے پاکستانی تھے۔ وہ ایک بالغ نظر مفکر، ایک صاحب طرز ادیب اور ایک بے باک صحافی تھے۔ قلم کی عصمت اور رائے کی آزادی کے لیے انھوں نے ساری عمر جدوجہد کی، اور اس جنگ میں بالآخر اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ اسلام پر مکمل ایمان اور اعتماد، امت مسلمہ سے گہری محبت اور عقیدت اور پاکستان کی تعمیر و ترقی کے لیے سب کچھ قربان کر دینے کا شوق اور عزم ان کی انسٹھ سالہ زندگی کا خلاصہ اور حاصل ہے۔ انھوں نے بڑے نامساعد حالات میں زندگی کے سفر کا آغاز کیا۔ محنت اور مزدوری کے ذریعہ جسم و جان کے رشتہ کو استوار رکھا۔ شب و روز کی محنت سے حصول رزق کی مشقت کے ساتھ اعلیٰ تعلیم حاصل کی، تدریس اور پھر صحافت کو اپنی زندگی کا

مشن بنالیا۔

روزنامہ حریت سے ابتدائی وابستگی کے بعد روزنامہ جسارت کی زمام ادارت سنبھالی، اور تقریباً چودہ سال ایک چوکھی لڑی جس میں "مشق سخن" کے ساتھ ساتھ "چکی کی مشقت" کے سب ہی مراحل سے انھیں گزرنا پڑا۔ جسارت سے رخصت ہونے کے بعد ہفت روزہ تکبیر نکالا جس نے اردو کی ہفت روزہ صحافت میں ایک اونچا مقام حاصل کیا۔ کون سا انسان ہے جس کی آرا سے مکمل اتفاق ممکن ہو، اور بلاشبہ برادرم محمد صلاح الدین کی چند سیاسی و تحریکی آرا سے راقم کو شدید اختلاف رہا، لیکن اسلام سے ان کی محبت، پاکستان اور ملت اسلامیہ کی بھلائی اور بہتری کے لیے ان کی بے چینی اور وارفتگی میں شک کرنا ممکن نہیں۔ ان کے اٹھ جانے سے ملک کی نظریاتی صحافت میں ایک ایسا خلا واقع ہو گیا ہے جس کے بھرے جانے کی فی الحال کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

جان کر منجملہ خاصان میخانہ مجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

برادرم محمد صلاح الدین سے ذاتی ربط و تعلق کا رشتہ ربع صدی سے بھی کچھ زیادہ ہی عرصے پر پھیلا ہوا ہے۔ میں نے ان کو ایک سادہ اور شریف النفس انسان پایا۔ ہر دور میں ہمارے درمیان ذاتی تعلقات قریبی اور خوشگوار رہے۔

محمد صلاح الدین کی شہادت صرف ایک شخص کی موت ہی نہیں لیکن آئینہ بھی ہے جس میں ایک شہر اور ایک کروڑ انسانوں کے ابتلا کی سچی تصویر دیکھی جا سکتی ہے۔ جو ملک اور جو معاشرہ شہریوں کو جان، مال اور آبرو کا تحفظ نہیں دے سکتا، اسے ایک مہذب معاشرہ نہیں کہا جا سکتا۔ ان کی شہادت سوئی ہوئی قوم کے لیے ایک تازیانہ بھی ہے۔ محمد صلاح الدین کو کسی ذاتی رنجش یا انتقام کی خاطر نشانہ نہیں بنایا گیا۔ اس کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ پاکستان اور اسلام کی بات کرتا تھا، اور اس ملک کو ظالموں کی گرفت سے نکالنا چاہتا تھا۔ جس ظلم کا وہ نشانہ بنا ہے، صرف کراچی ہی نہیں پورا ملک اس کی زد میں ہے، اور وقت کا تقاضا ہے کہ اس ظلم کے آگے تمام اہل خیر سینہ سپر ہو جائیں تاکہ پاکستان کے بقا کی یہ جنگ فیصلہ کن انداز میں لڑی اور جیتی جا سکے۔ محمد صلاح الدین کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ اس کی قربانی کو شرف قبولیت سے نوازے، اس کی قبر کو نور سے بھر دے اور اسے جنت کے اعلیٰ مقامات میں جگہ دے۔ این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔